بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک آسمانی گواہی

حضرت جنبہؑ اور مسئلہ ماموریت

تحریر: رانا محمد ارشد

پیدائشی احمدی ہوں۔گزشتہ سال باطنی حالات میں عجیب تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہوئیں، تواتر کے ساتھ ایک خواب آتا رہا، خواب میں ایک شخص نے کئی بار اپنی طرف بلایا، پریشانی بڑھتی رہی۔کئی سوچیں غالب آتیں، بالآخر ایک رات حیرتوں کا سمندر میرے سامنے تھا وہی خواب، وہی شخصیت میرے مقابل کھڑی سراپا تبسم فرما رہی تھی، آؤ میرے ساتھ ''میں غفار ہوں'' میری پریشانیوں اور سوالوں کا حل تھا، نیا سفر شروع ہوا، میں حضرت عبدالغفار جنبہؑ کی بیعت میں چلا گیا، کئی ماہ کے بعد کچھ اور لوگوں کو یہی دعویٰ کرتے ہوئے پایا، جب ان مدعیان کے بارے عمومی معلومات حاصل کیں تو حضرت جنبہؑ پر بھی کچھ تحفظات نے جنم لیا، فوری خیال نے جست لگائی کہ ریسرچ کی جائے اور تاریخی حقائق کو دیکھا جائے کہ خدا اپنے مامور کب، کیوں مقرر کرتا ہے اور ان کی غرض کیا ہوتی ہے؟ میرے تمام سوالوں کے جواب تاریخ انبیاء اور رسولوں کی زندگیوں میں بڑی شفافیت کے ساتھ مل گئے۔آپ کے زیر مطالعہ میرا یہ مضمون میرے یقین کامل کا مظہر ہے۔

راقم مذہب کا عالم نہیں ہے، قرآنی حوالے نہیں دے سکتا، عقل پر یقین رکھتا ہوں اور ریسرچ اور تاریخ سے سیکھتا ہوں۔تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ حضرت رام سے لیکر حضرت جنبہؑ تک کائنات ارضی میں خدا کی جانب سے جتنے بھی ماموران کو مقرر کیا گیا اس کی خاص وجوہات تھیں اور اس زمانے کے خاص حالات تھے۔خاص حالات سے مراد کسی قبیلے، قوم، جماعت یا خطے میں جنگ، بدامنی، اندرونی بگاڑ ہیں۔ایسے ہی خاص حالات کو سیدھارنے اور اصلاح کار کے لئے خدا اپنے خاص بندوں کو امن اور حالات کی درستگی کا مشن سونپ کر مامور کرتا ہے۔مثال کے طور پر جب حضرت رام آئے تو اس کے قبیلے اور خطے میں قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا اور لوگ آپسی جنگ میں مبتلا تھے۔اسی طرح جب حضرت محمد ﷺ کا ظہور ہوا تو سلطنت روم اور سلطنت ثاثانی (فارس) کی جنگ نے تباہی مچائی ہوئی تھی، جہالت اور قتل وغارت گری رواج بن چکا تھا۔

مطلب خدا کسی وجہ کے ساتھ اپنے بندوں کو مامور کرتا ہے اور ایک وقت (صدی) میں ایک ہی مامور مقرر کیا جاتا ہے تاہم ایسا ہوا ہے کہ جھوٹے مدعیان سامنے آتے ہیں جو پہلے آنے والے مدعی کی صداقت کی دلیل بھی ہے۔خدائی انتظامات میں بدانتظامی کا شبہ تک بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ خدا ایک ہی وقت صدی میں ایک ہی قبیلے، قوم یا جماعت میں کئی مامور مقرر کر دے، ایسا ممکن نہیں ہوسکتا ہے۔مثال کے طور پر جماعت احمدیہ نے دینا بھر میں بے مثال کامیابی حاصل کی ہے۔خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد کے بعد خلافت احمدیہ خدائی اصولوں کے برعکس سیاسی بنیادوں پر قائم ہوئی تو جماعت میں روحانیت کی بجائے سیاست نے جڑ پکڑی اور جماعت احمدیہ میں مالی، روحانی اور تعلیم و تربیت میں بگاڑ پیدا ہوا، احمدی قوم بطور قوم ٹوٹ پھوٹ کی جانب جانے لگی، یہی عوامل ہیں کہ خدا نے جماعت احمدیہ میں ایک نئی روح پھونکنے اور حالات سیدھارنے کے لئے حضرت جنبہؑ کی صورت میں مامور فرمایا ہے۔

رواں صدی میں جماعت احمدیہ اور قوم احمدی میں ایک ہی مامور کی گنجائش ہے۔عقلی، سائنسی، روحانی اور خدائی دلیل کے مطابق خدا اپنے تقرر کردہ مامور کو خاص علمی صلاحیت، بات کرنے کا سلیقہ، خطابت اور دیگر علوم سے مزین کر کے لوگوں کے درمیان کھڑا کرتا ہے اور پھر مقرر کردہ مامور اصلاح کا درست مقصد و منشور وضع کرتا ہے۔ایسے اصول اور قواعد جو بگاڑ بن چکے ہوں اور نئے حالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ ہوں ان کی جگہ درست اصول اور قواعد وضع کیے جاتے ہیں اور حالات کے تقاضوں کے مطابق نئی جماعت کھڑی کی جاتی ہے، ماموریت کی غرض وغایت کو وضع کیا جاتا ہے۔اگر ایسا نہ ہو اور مدعیان اپنی ماموریت کو ماموریت کے عین خدائی اصولوں کو واضع نہ کر سکیں تو اس کا واضع مطلب یہ ہوگا کہ مدعیان کی تمام باتیں اختراع ہیں وہ خدا کی جانب سے نہیں ہیں اور زمانہ (ٹائم) اور عمومی حالات کے تقاضے بھی ظاہر کرتے ہیں کہ مامور یا مدعیان کی باتوں میں کس قدر سچائی ہے۔

قارئین اگر آپ جماعت احمدیہ کی مجموعی اندرونی صورتحال، مالی، انتظامی امور سمیت اخلاقی اور روحانی معاملات کا جائزہ لیں اور پھر حضرت جنبہؑ کی علمی بصیرت، تحریریں، ماموریت کے اغراض و مقاصد اور منشور اور دیگر ایجنڈے کا تجزیہ کریں تو آپ پر واضع ہو جائے گا کہ جماعت احمدیہ اور قوم احمدی میں ایک نئے مصلح کی ضرورت تھی۔

۳۱/اگست ۲۰۱۴ء